

امریکہ ایران جنگ
اور آبنائے ہرمز کا تنازعہ

ناصر نقوی
(مصنف سینئر جرنلسٹ اور کالم نویس ہیں)



دنیا میں اس بات کی بے چینی ہے کہ امریکہ، ایران جنگ کا خاتمہ کیسے ہوگا؟ کیا آبنائے ہرمز کے تنازعے کا کوئی حل بھی نکلے گا یا یہ بھی فلسطین اور کشمیر کی طرح ایک ایسا مسئلہ بن جائے گا جس کا برسوں میں کوئی حل نہیں نکل سکے گا؟ یہی نہیں، مشرقِ وسطیٰ میں بسنے والے اور تیل کی قدرتی دولت سے ''موج مستی'' کرنے والے بھی افراتفری کا شکار ہیں کہ مشرقِ وسطیٰ کا مستقبل کیا ہوگا؟ اس کی وجوہات امریکی صدر اور سینٹ حکام کی حکمتِ عملی کو قرار دیا جا رہا ہے۔

پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت نے عالمی امن اور اسلامی ممالک کو جنگ کا ایندھن بنانے سے روکنے کے لیے تاریخی کردار ادا کیا۔ بداعتمادی کی فضا میں بھی اسلام آباد معاہدہ ایم او یو کی صورت میں منظرِ عام پر آیا۔ وقفے وقفے سے امریکی صدر، اسرائیل اور ان کے ہمنواؤں نے ایران کی مکمل تباہی کی خبریں بھی دیں، لیکن صفِ اوّل کی ایرانی قیادت کی شہادتوں کے بعد بھی ایرانی موقف میں رتی برابر تبدیلی نہیں آئی، بلکہ ان کا موقف ''انتقام'' مزید ابھر کر سامنے آیا، اور امریکہ و اسرائیل کی مکمل بربادی تک وہ آخری جنگ لڑنے کے لیے پرعزم ہیں۔

ایرانی قیادت کا دعویٰ ہے کہ امریکہ نے جنگ مسلمانوں کے بدترین دشمن اسرائیل کے ایماء پر ناجائز الزامات لگا کر تھوپی، لہٰذا ہم نے اس کا بھرپور جواب دیا۔ موساد، را اور سی آئی اے کے ایجنٹوں نے مقامی سہولت کاروں کی مدد سے ایران اور ایرانی قوم کو نقصان پہنچایا، لیکن تمام تر نقصانات کے باوجود ایرانی قوم کے جذبۂ حریت میں کمی نہیں آئی، کیونکہ وہ نہ صرف جنگجو ہیں بلکہ صدیوں پرانی تہذیب کے وارث بھی ہیں۔

وہ صرف اللہ کو ''سپر پاور'' تسلیم کرتے ہیں۔

ان کا دعویٰ ہے کہ ہم جنگ اور مذاکرات ہر محاذ کے لیے ہر وقت تیار ہیں، لیکن دشمن مکار اور ناقابلِ اعتبار ہے۔ اس لیے نہ اس میں جنگ کی ہمت ہے اور نہ ہی وہ مذاکرات کی میز پر جیتنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایران کا دعویٰ ہے کہ برادر پاکستان اور دیگر ممالک نے مثبت ثالثی کی، اسی لیے جنگ و جدل اور دونوں جانب کے بھاری نقصانات کے باوجود معاہدہ اسلام آباد اور سوئٹزرلینڈ میں کیا گیا، لیکن اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امریکہ نے پھر جنگ چھیڑ دی۔

آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی سے امریکہ فیس سیونگ کی کوشش کر رہا ہے، ورنہ اس پر مکمل ایرانی رٹ قائم ہے اور ہم اس سے کسی صورت دستبردار بھی نہیں ہوں گے۔ ہم پر ایٹمی ہتھیار بنانے کا الزام غلط ہے۔ رہبرِ معظم آیت اللہ خامنہ ای کا اس پر فتویٰ موجود ہے، لیکن ہم این پی ٹی کے رکن کی حیثیت سے محدود مقدار میں افزودہ یورینیم رکھنے کا حق رکھتے ہیں اس سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔

ان کا کہنا ہے کہ فلسطین، غزہ اور لبنان پر ایرانی موقف واضح ہے اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہم جارحانہ سوچ نہیں رکھتے، لیکن اپنی قومی سلامتی پر کسی قسم کی لچک نہیں دکھا سکتے۔ ہم زندہ قوم ہیں اور عام آدمی سے لے کر اعلیٰ قیادت تک سب کے سب جذبۂ شہادت رکھتے ہیں۔ نہ ڈرے ہیں، نہ ڈریں گے۔ ہماری کسی ہمسایہ ملک سے کوئی لڑائی نہیں، لیکن ہم اصولی طور پر انہیں دشمن کی سہولت کاری بھی نہیں کرنے دیں گے۔ جب بھی جس ملک کے اڈے ہمارے خلاف استعمال ہوئے ہم جواب ضرور دیں گے۔

جبکہ امریکہ اور اس کے اتحادی اسرائیل کا موقف مختلف ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ایران اور اس کے عزائم مشرقِ وسطیٰ کے لیے قابلِ قبول نہیں، لہٰذا اسے ہر قیمت پر سبق سکھایا جائے گا۔ دوسری جانب امریکی ایوانِ نمائندگان، سینیٹ اور عوام امریکہ، ایران جنگ کی فوری بندش کے خواہش مند ہیں، کیونکہ اس جنگ کے ردِعمل اور آبنائے ہرمز میں ایرانی سرنگوں کی بدولت دنیا بھر میں تیل کی سپلائی میں خلل پیدا ہو چکا ہے، جس کا اثر براہِ راست عالمی معیشت پر پڑ رہا ہے۔

اسی طرح اب صرف آبنائے ہرمز ہی نہیں، بلکہ ایرانی سہولت کاری میں یمن کے حوثیوں نے ''باب المندب'' جیسی دوسری اہم گزرگاہ بھی بحری جہازوں کے لیے بند کر دی ہے۔ یوں مشرقِ وسطیٰ ایک بار پھر عالمی سیاست اور معیشت کا مرکز بن چکا ہے۔ امریکہ، ایران جنگ نے امن کو خطرے میں ڈالا ہی ہے، دوسری جانب توانائی کی فراہمی، بین الاقوامی تجارت اور عالمی معیشت کو بھی بڑا جھٹکا دیا ہے۔

اس کی وجہ دنیا کی سب سے بڑی سمندری گزرگاہ آبنائے ہرمز بنی، جسے ایران نے بطور ہتھیار استعمال کیا، اور ردِعمل میں امریکہ نے اپنی طاقت دکھانے اور دباؤ بڑھانے کے لیے بحری بیڑوں سے اس کی ناکہ بندی کر دی۔ اس وقت فضائی تباہ کاریوں کے بعد جنگ کا پھیلاؤ آبنائے ہرمز میں ڈوبتا محسوس ہو رہا ہے۔ امریکہ اور اتحادی اسے کھلوانے کے لیے سفارتی اور عسکری حکمتِ عملی کے تحت متحرک ہیں۔ عمان کی

ثالثی کے بھی چرچے ہیں، لیکن تمام تر کوششوں کے باوجود کوئی ایسا مستقل اور جامع معاہدہ نہیں ہو سکا جسے استحکام کی ضمانت کہا جا سکے۔

بین الاقوامی ادارے رائٹرز کے مطابق، آبنائے ہرمز ایران اور عمان کے درمیان تقریباً 33 کلومیٹر چوڑا راستہ ہے جو خلیجِ فارس کو بحیرۂ عرب سے ملاتا ہے۔ اسی راستے سے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت، عراق اور قطر سمیت دیگر ممالک اپنی گیس اور تیل کی تجارت دنیا بھر سے کرتے ہیں۔ جنگ سے پہلے عالمی سطح پر استعمال ہونے والے تقریباً 20 فیصد خام تیل اور گیس کی ترسیل اسی راستے سے ہوتی تھی۔ اسی لیے گزرگاہ کی رکاوٹ سے عالمی منڈیوں میں نہ صرف تیل اور گیس کی قیمتوں اور مہنگائی پر اثر پڑا، بلکہ معاشی بحران بھی ایک بڑی مصیبت بن گیا۔



اب یہ جنگ دو ممالک تک محدود نہیں رہی۔ اس کے اثرات مشرقِ وسطیٰ، خلیجی ممالک، اسرائیل، یمن، لبنان اور بحیرۂ احمر سے نکل کر دنیا بھر میں محسوس کیے جا رہے ہیں۔ رپورٹس کے مطابق، ایک سے زیادہ بحری جہاز حملوں کا نشانہ بنے، ہزاروں بحری کارکن مہینوں سے خطرناک حالتِ جنگ میں پھنسے ہوئے ہیں اور شپنگ انشورنس کے اخراجات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں عالمی تجارت بحرانی کیفیت میں پھنس چکی ہے۔

اگر آج بھی مشرقِ وسطیٰ کے بحران کا تجزیہ کیا جائے تو آبنائے ہرمز کی کشیدگی مرکز میں دکھائی دے گی، کیونکہ ردِعمل میں تیل اور گیس کی

قیمتیں بڑھی ہیں، جس کی وجہ سے بجلی، ٹرانسپورٹ، صنعت، خوراک اور روزمرہ استعمال کی تمام اشیا کی لاگت بڑھ چکی ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر اور درآمدی تیل پر انحصار کرنے والے ممالک کی صورتحال زیادہ بگڑ جاتی ہے، کیونکہ بحران طویل ہونے پر صرف زرمبادلہ کے ذخائر اور مہنگائی پر اضافی دباؤ نہیں پڑتا، بلکہ درآمدی بل کے اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

امریکی موقف ہے کہ بین الاقوامی سمندری راستے ہر صورت کھلے رہنے چاہییں، کیونکہ عالمی تجارت کسی ایک ملک کی مرضی پر منحصر نہیں ہوسکتی۔ ایران بھی یہی کہتا ہے، لیکن انداز اور سوچ مختلف ہے۔ ایرانی موقف ہے کہ جنگ سے پہلے بھی ہرمز میں تجارتی جہاز آجا رہے تھے۔ امریکہ اور اسرائیل نے ہمیں جارحیت کا نشانہ بنایا، لہٰذا اب جب تک ہماری سلامتی، پابندیوں اور علاقائی معاملات سے متعلق خدشات دور نہیں کیے جاتے ہم ہرگز نہیں کھولیں گے۔

دونوں ممالک اپنے اپنے موقف کو جائز قرار دیتے ہیں، جبکہ مسلسل عسکری کارروائیاں مسئلے کو مزید پیچیدہ بنا رہی ہیں، بلکہ ثابت کر رہی ہیں کہ مسئلے کا حل صرف طاقت نہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عالمی امن کے لیے طاقت انتہائی اہم ہوتی ہے، لیکن دنیا گواہ ہے کہ طاقت کبھی بھی مستقل امن کی ضمانت نہیں بن سکتی۔ مشرقِ وسطیٰ کی تاریخ بھی بتاتی ہے کہ گزشتہ دہائیوں کی ہر جنگ نے عدم استحکام کے ساتھ معاشی بحران، مہاجرین اور انسانی المیوں کو جنم دیا ہے۔

آبنائے ہرمز کو سیاسی اور جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا بھی عالمی معیشت کے لیے انتہائی خطرناک ہے، جس کا صدر ٹرمپ اور ان کے مشیروں کو اندازہ نہیں تھا۔ اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد کی اطلاع تھی کہ جونہی ایرانی مرکزی قیادت شہید ہوگی، پورا نظام زمین بوس ہوجائے گا اور ایرانی قیادت ہتھیار پھینکنے پر مجبور ہوجائے گی، لیکن نتیجہ گلے پڑ گیا۔ اب دنیا یہ سمجھ گئی ہے کہ معاملہ طاقت کے زور پر حل نہیں ہوگا۔

خلیجِ فارس میں ایک جہاز رکے تو اس کے اثرات پورے یورپ، ایشیا، افریقہ اور پاکستان جیسے ممالک تک پہنچتے ہیں۔ اس لیے یہ مسئلہ صرف امریکہ اور ایران کا نہیں، بلکہ پوری دنیا کے معاشی بحران کا ہے۔ مستقل حل کے لیے پاکستان اور برادر ممالک کو عالمی دباؤ کے لیے ہم خیال ممالک کے اشتراک سے ایسا قابلِ عمل راستہ تلاش کرنا پڑے گا جس کے ذریعے سفارت کاری اور عالمی قوانین کے احترام کے ساتھ تمام متعلقہ فریقوں کے تحفظات دور کرنے کے لیے سنجیدہ کوشش کی جاسکے۔ جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ جدید دور میں جنگیں صرف میدان تک محدود نہیں رہتیں ان کے اثرات عالمی معیشت، توانائی، تجارت اور عام شہریوں کی زندگیوں تک پہنچتے ہیں۔ تنازعۂ آبنائے ہرمز اس کی ایک واضح اور حقیقی مثال ہے۔ اس وقت ثالثی گروپ کو مزید وسعت دینے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے، اس لیے کہ معاملات دو ممالک اور مشرقِ وسطیٰ سے نکل کر پوری دنیا کی مشکلات تک پہنچ چکے ہیں۔

بڑے سے بڑے بحران کا حل ''ڈائیلاگ'' ہی ہوتا ہے۔ پاکستان ابھی بھی ناامید نہیں۔ اس کے ایران اور امریکہ کے علاوہ تمام

دوست ممالک سے بھی رابطے ہیں۔ پسِ پردہ عمان، ایران مذاکرات بھی چل رہے ہیں، لیکن اس جنگ کا بڑا کردار اسرائیل خاموشی سے اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے تحت لبنان اور غزہ میں کارروائیوں سے باز نہیں آ رہا۔

امریکی حمایتیوں کا کہنا ہے کہ ایران کی پشت پناہی روس اور چین کر رہے ہیں۔ ان کی سہولت کاری نے ایران کو پسپائی سے بچایا، لیکن ایرانی قیادت کا دعویٰ ہے کہ ہم دشمن سے میزائل اور ڈرون ٹیکنالوجی میں بہت آگے ہیں۔ ہمارے حوصلے پست نہیں، مقابلہ آخری دم تک کریں گے، اس لیے کہ ہمیں مکار دشمن کا سامنا ہے۔ ہم نے اسے ناقابلِ یقین نقصان کے بعد بھی سدھرنے کے مواقع دیے، لیکن اس نے سب ضائع کر دیے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو میدان میں کامیاب ہوتا ہے وہی مذاکرات میں سرخرو ہوتا ہے۔

ایسی صورتِ حال میں رائٹرز نے دنیا کو بتا دیا ہے کہ اگر مستقبل میں بات چیت اور سفارت کاری سے مسئلہ حل نہ کیا جا سکا تو مشرقِ وسطیٰ نہیں، پوری دنیا معاشی بحران کے لیے تیار ہو جائے۔ ایک مضبوط رائے یہی ہے کہ آج نہیں تو کل امریکہ، ایران جنگ اپنے منطقی انجام کو ضرور پہنچے گی، اور اس کی بنیاد صرف مذاکرات نہیں بلکہ روس اور عوامی جمہوریہ چین کی ضمانت بھی ہوگی۔ اس میں بھی اہم کردار پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت کا ہی ہوگا۔

لبنان، غزہ اور خطے میں امن کے بعد ترقی و خوشحالی کے ساتھ متاثرہ ممالک کی آبادکاری اور بحالی کی یقین دہانی بھی کرائی جائے گی، لیکن آبنائے ہرمز کا تنازعہ حل کیے بغیر ایسے مثبت نتائج ناممکن ہوں گے۔

